خطبۂ صدارت

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی

جانشین حضرت شیخ الہند

جو

مسلم لیگ کانفرنس میرٹھ میں دیا گیا

ہماری جنگ شخصیتوں کی جنگ نہیں۔ اصول کی جنگ ہے

مسلم لیگ کی مخالف مسلم جماعتیں ہندو اکثریت کی آلۂ کار ہیں

متحدہ قومیت کے علمبرداروں کو ووٹ دینا ہندو کانگریس کو ووٹ دینا ہے

پیشکش: محمد احمد ترازی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ہ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ہ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ہ

برادران اسلام اور محترم ممبران مسلم لیگ! آپ حضرات نے اس کانفرنس کی صدارت مجھے تفویض فرمائی کہ میں اس کا اہل نہ تھا۔ بہرحال اس قدر افزائی کا شکر گزار ہوں۔ ممکن تھا اگر مجھے زیادہ وقت اور اپنے مشاغل کثیرہ سے فرصت کا موقع ملتا تو کوئی بسیط خطبہ تیار کرلیتا۔ لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میری قوم کچھ زیادہ فصاحت و بلاغت کی بھوکی نہیں۔ وہ ایک ایسے دور سے گزر رہی ہے جبکہ تھوڑا سا وقت بھی ضائع کئے بدون اس کو اصل مقصد اور اس کے متعلقات سے سیدھے سادے الفاظ میں آگاہ کر دیا جائے۔ بنابریں میں طویل تمہیدات اور رسمی شکریوں میں پڑنے کی بجائے محض اصل مقصد کے بیان پر اکتفا کرتا ہوں۔ میری ان چند سطور کو جو بہت عجلت میں اختصار کے ساتھ لکھی گئی ہیں۔ اگر آپ نے توجہ سے سنا اور سن کر کسی صحیح فیصلہ پر پہنچ گئے۔ تو میں

سمجھوں گا کہ میری محنت بے کار نہیں گئی۔ اور علالت و مجبوری کے باوجود جو سفر میں نے با دل ناخواستہ اختیار کیا۔ اس کا پھل مجھے مل گیا ہے۔ آپ سے ہاں نہ کوئی منصب چاہیے نہ تحسین و آفرین کے نعرے۔ ایک اور صرف ایک ہی چیز مجھے مطلوب ہے کہ مسلم زعم وقت کی نزاکت اور سامنے آنے والے مسائل کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھے اور جو رکاوٹیں رستے میں حائل ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ اور جس چیز کو حق صواب سمجھے اس کی حمایت میں جان و دل سے سرگرم ہو جائے۔

اب میں اس تاریخی مقام سے جہاں سے ۸۸ برس پہلے ایک غیر منظم فوجی انقلاب کی تحریک اٹھی تھی۔ آج ایک منظم اور آئینی انقلاب کی طرف آپ کو دعوت دیتا ہوں۔ امید ہے آپ اس کو غور سے سنیں گے۔

مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں حق سبحانہٗ تعالیٰ نے مسلم لیگ کو جو مثالی کامیابی عطا فرمائی سب سے پہلے بارگاہ رب العزت میں اس پر شکر ادا کرنے اور اس کی تسبیح و تحمید اور استغفار میں مشغول ہونے کی ضرورت ہے خداوند قدوس کی نصرت و اعانت سے اس عدیم النظیر کامیابی نے مخالفوں کے حوصلے پست کر دیئے اور لیگ کے حامیوں کی ہمتیں بڑھا دیں مگر صوبائی الیکشن ابھی باقی ہے جو پہلے سے کہیں زیادہ طویل و عریض اور محنت جہد و جہد جانفشانی اور مستعدی کا محتاج ہے۔ ہمارا کامیابی ادھوری رہ جائے۔

اس لئے میں چند الفاظ صوبجاتی الیکشن کے ووٹروں کی خدمت میں بطور مشورہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

ووٹروں سے خطاب :-

موجودہ الیکشن میں جو نمائندے کسی قوم کی طرف سے جائیں گے بلکہ ملک کا آئندہ مستقل دستور بنانے میں انہی کا دخل ہوگا۔ اس لئے ووٹ دینے والوں کو قرابت، پارٹی، لالچ، دوستی، خلفہ پیری مریدی اور عقیدت وغیرہ کے تمام تعلقات سے قطع نظر کرکے اپنی عظیم ذمہ داری کو اچھی طرح محسوس کر لینا چاہئے۔ آج شخصیتوں کی جنگ نہیں اصول کی جنگ ہے اگر صحیح اصول پر نظر کرکے کسی قابل آدمی کو آپ نے ووٹ دیا تو آپ بحسن اسلوب اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے۔ اس کے برخلاف اگر آپ بنیادی اصول کو عمداً نظر انداز کرکے دوسری نزاعی بحثوں میں الجھ گئے۔ تو جو عظیم نقصان ایسا بے اصول طریقہ اختیار کرنے سے آئندہ قوم کو پہنچے گا اس کی تمام تر ذمہ داری آپ کے سر رہے گی۔ اور آپ ہی اس بارے میں مسئول و ماخوذ ہوں گے۔

اب صورت حال یہ ہے کہ اصل مقابلہ لیگ کا کانگریس سے ہے۔ دوسری مسلم جماعتوں سے نہیں لیکن کانگریس نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ جو جماعت یا شخص مسلم لیگ کے خلاف کھڑا ہوگا۔ کانگریس اس کی حمایت اور

اور امداد کرے گی۔ اس لئے مسلم لیگ قدرتی طور پر کانگریس کے ساتھ اس کی امدادی یا معاون جماعتوں اور اشخاص کا ساتھ نہ دے سکتا بلکہ نفرت کرنے پر بھی مجبور ہو گی۔ کیونکہ یہ جماعتیں اس وقت جو کچھ کہہ رہی ہیں وہ فی الحقیقت ہندو اکثریت کے مطلب کی باتیں ہیں جو ان کی زبانوں سے ادا ہو رہی ہیں۔ جد و جہد، محنت و مشقت اور دوڑ دھوپ ان کی ہے اور اس کا میٹھا پھل آخرکار اسی ہندو قوم کو ملنے والا ہے گویا بقول اکبر مرحوم ان کی زبان حال اس طرح گویا ہے ؎

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں — زبان میری ہے بات ان کی
انہی کی محفل سنوارتا ہوں — چراغ میرا ہے رات ان کی
سنے جو اس کو اٹھے تردد — جو اس کو دیکھے اٹھے متحیر
ہماری نیکی اور ان کی برکت — عمل ہمارا نجابت اُن کی

اب سنئے :-

اصل بنیادی اختلاف لیگ اور کانگریس میں یہ ہے کہ کانگریس کی ساری جڑ بنیاد قومیت متحدہ پر قائم ہے۔ اس کا دعوےٰ ہے کہ ہندو مسلمان ایک قوم ہیں اور پورے ہند کی مخلوط حکومت میں چونکہ ہندوؤں کی تعداد بہت زیادہ ہے اس لئے ایسے نظام حکومت میں جہاں ہر چیز کا فیصلہ محض رائے شماری سے ہوتا ہو۔ نو دس کروڑ مسلمانوں کو اقلیت کی وجہ سے ہمیشہ اور ہر جگہ ان کے رحم و کرم پر رہنا ہو گا۔

مسلم لیگ کہتی ہے کہ ہندو اور مسلمان دو الگ الگ مستقل قومیں ہیں اور پیدائش کے وقت سے مرنے کے بعد تک ان کا نام، اُن کے کام، ان کے عقائد اعمال عبادات، نکاح و طلاق، رہن سہن کے طریقے، غذائیں، تاریخی روایات، ہیرو، جذبات تجہیز و تکفین، وراثت کے قاعدے۔ غرض جملہ معاملات میں ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہیں۔ حتیٰ کہ مسلمانوں میں سے بڑے سے بڑا صاف ستھرا، پاک نفس، پاک باطن، عالم، متقی، اگر اپنی انگلی ہندو کے اس برتن کو لگا دے جسے کتے چاٹ رہے ہوں۔ تو ہندو اسے مٹی اور گوبر سے مانجھ کر صاف کرتا ہے۔ اور اس چھوت چھات کے دور کرنے کی ادنےٰ ترین کوشش بھی ان کا وہ لیڈر نہیں کرتا جو اچھوت اقوام کو اپنے ساتھ ملانا چاہتا ہے۔

اب مسلم لیگ کا کہنا یہ ہے کہ جب دو قومیں جدا جدا ہیں تو آزادی ان میں سے ہر ایک کا حق ہے۔ ان میں سے ایک ہمیشہ دوسرے کے رحم و کرم پر کیوں رہے۔ خصوصاً وہ غیور قوم جس نے اس دوسری قوم پر آٹھ سو برس تک حکومت بھی کی ہے۔ اور آج بھی وہ زمین کے ایک بہت بڑے حصہ پر حکمران ہے۔

اس لئے ہم کہتے ہیں کہ آج کل کے اصول کے موافق جن صوبوں میں جس قوم کی اکثریت ہو وہاں اس کی آزاد حکومت ہو۔ پھر

دونوں آزاد قومیں عہد و پیمان اور مضبوط قول و اقرار کے ذریعہ اسی طرح سارے ملک کو خوشحال اور پُر امن بنائیں۔ اور دوسری قوم کو یہاں سے دفع کریں جس طرح دنیا کی دو چھوٹی بڑی آزاد سلطنتیں آپس میں معاہدہ کرکے اپنی بہتری کی کوشش اور اپنے مشترک دشمن کا مقابلہ کرتی ہیں۔ اُدھر اپنی قوم کے افراد و اشخاص میں جو خرابیاں پائی جائیں اپنی قومی طاقت اور اچھی تدبیروں سے ان کی اصلاح کرتے رہیں۔ یہ نہیں کہ اپنے بھائیوں سے خفا ہو کر دوسری قوم کی گود میں جا بیٹھیں۔ کہ یہ چیز غیرت ایمانی اور شرافت انسانی دونوں کے خلاف اور اپنی قوم کے لئے سخت ضرر رساں ہے۔

اب جو مسلم اشخاص یا مسلم جماعتیں ہندو اور مسلمان کو ایک قوم کہتے اور سارے ملک کی ایک مخلوط حکومت چاہتے ہیں وہ سب کانگریس کے ساتھ ملحق ہیں۔ ان کو ووٹ دینا فی الحقیقت کانگریس ہی کو ووٹ دینا ہوگا۔ ان کے مقابل جو ان کو دو مستقل قومیں مانتا ہے اور دونوں کی الگ الگ آزاد حکومت چاہتا ہے وہ لیگ کی طرف رہے گا۔ آگے اس کا فیصلہ پڑھا لکھا اور ان پڑھ آدمی یہاں کے آپس کے معاملات کو دیکھ کر خود کر سکتا ہے۔ کہ یہ سب ایک قوم ہیں یا دو اور بیک وقت مکمل آزادی دونوں قوموں کا حق ہے یا صرف ایک کا۔

عجیب تر بات یہ ہے کہ ہندوستان کے موجودہ وائسرائے لارڈ ویول نے بھی جو برطانوی تاج اور برطانوی حکومت کا سب سے بڑا نمائندہ ہے اوّل ۱۷ فروری ۱۹۴۳ء کو سنٹرل لیجسلیچر میں اس کے بعد ۱۴ دسمبر ۱۹۴۳ء کو بمقام کلکتہ اجلاس ایسوسی ایٹڈ چیمبر آف کامرس میں پھر ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۴ء کو بموقع دربار راولپنڈی اپنی دوران تقریر میں یہ اشارات کئے ہیں کہ اس ملک کی تقسیم نہیں ہو سکتی اور کوئی بڑا عمل جراحی اس پر نہیں ہونا چاہیے بلکہ مرکزی حکومت ایک ہی رہنا چاہئے۔ نیز ان سے پہلے وائسرائے لارڈ لن لتھگو نے ۱۷ دسمبر ۱۹۴۲ء آل انڈیا ایسوسی ایٹڈ چیمبر آف کامرس منعقدہ کلکتہ میں یہی بات اجمالاً کہی تھی۔ گویا اس وقت صورت حال یہ ہوئی کہ کانگریس، وائسرائے اور کانگریس کی حامی جماعتیں سب ایک طرف وحدانی حکومت کے حامی ہیں۔ مسلم لیگ تنہا ان سب کے اجتماعی نظریہ کے بالمقابل کھڑی ہے۔ کیا ان حالات میں آپ پسند کریں گے کہ مسلم لیگ کے خلاف ووٹ دیکر کانگریس کی مراجعت اور حکومت برطانیہ کے سب سے بڑے نمائندے کے اشاروں کی تائید و حمایت کریں۔

ایک ایسی بات اور سوچنے کی ہے کہ پاکستان یعنی مسلم قوم کی صد فیصدی آزادی پر جس قدر اعتراضات قوم پرست مسلمان کرتے ہیں۔ وہ سب ان سے پہلے ہندوؤں کے اخباروں اور لیڈروں نے

سکتے ہیں۔ جن میں سے اکثر کا حاصل یہ ہے کہ پاکستان سے صرف مسلم قوم کا نقصان ہے ہندوؤں کو کچھ ضرر نہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں اپنے ضمیر کی آواز سے دل پر ہاتھ رکھ کر جواب دیجئے کہ کیا واقعی آپ کے نزدیک ہندوؤں کو اس قدر بے قراری اور اضطراب اور درد اس کا ہے کہ گو ہمارا تو فائدہ ہے لیکن پاکستان بننے میں بیچارے مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچ جائے گا۔ ہم اپنے فائدے کے مقابلے میں مسلمانوں کا نقصان برداشت کریں اسی لئے تو ہم لاکھوں روپیہ ان جماعتوں کی مدد پر خرچ کر رہے ہیں جو پاکستان کی مخالف ہیں۔ اگرچہ اس خرچ کا نتیجہ اب تک یہی ہوا ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ یہی ہوگا۔

والذین کفروا ینفقون اموالھم لیصدوا عن سبیل اللہ فسینفقونھا ثم تکون علیھم حسرۃ ثم یغلبون۔

کافر لوگ اپنے مال اللہ کے راستے سے روکنے کی غرض سے خرچ کرتے ہیں۔ تو ضرور وہ مال و دولت خرچ کریں گے پھر ان کو حسرت ہوگی پھر ہاریں گے۔

رہی انگریز کی غلامی سے نجات وہ بہر حال دونوں قوموں کے باہمی معاہدہ کے بعد متحدہ و متفق کوشش سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اس میں کوئی رکاوٹ پاکستان کی صورت میں بھی نہیں۔

ان تمام صاف اور کھلی ہوئی باتوں کو سمجھ کر بھی اگر کوئی شخص مسلم لیگ کے مخالف کو ووٹ دیتا ہے تو خود اپنے اور اپنی قوم کے آخری انجام کو سوچ لے اور آخرت کی جوابدہی کی بھی فکر کر لے کہ اس نے جان بوجھ کر اپنی قوم کو نقصان پہنچایا اور اسے کفار کی نگاہوں میں رسوا اور ذلیل کیا بنا بریں علیہ میں ان تمام ووٹ دینے والوں کو جو میرا مشورہ چاہتے ہیں پوری بصیرت سے اور غور و فکر کے بعد یہی مشورہ دوں گا۔ کہ وہ بحالت موجودہ صرف مسلم لیگ کے امیدوار کو ووٹ دیں اور اس کے خلاف کسی شخصیت اور کسی تعلق کی پرواہ نہ کریں وما علینا الا البلاغ ۔

متردین سے خطاب :۔

یہاں ایک خلش باقی رہ جاتی ہے جو عموماً مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔ اور پیدا کرائی جاتی ہے اور پیدا ہونی بھی چاہئے۔ کیونکہ اس کا منشاء خالص دین اور محض جذبۂ اسلامیت ہے مسلمان ہر چیز کو برداشت کر سکتا ہے لیکن وہ کتنا ہی گنہگار ہو یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ دین اسلام کو کوئی نقصان پہنچتا دیکھے یا ایسے لوگوں کی تائید کرے جن سے دین کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ بہر حال جمہور اہل اسلام کا دینی جذبہ کبھی اجازت نہیں دے سکتا کہ وہ دہریوں، بے دینوں، مرتدوں اور باطل پرست فرقوں یا اعلانیہ احکام دینیہ سے بے پرواہی برتنے

والوں کی ہمت افزائی کریں یا ان کی بے دینی میں مدد کریں۔

مسلم لیگ کا دروازہ چونکہ ہر مدعی اسلام کے لئے کھلا ہے اور اس میں کچھ ایسے لوگ بھی شامل ہو گئے ہیں جو فی الحقیقت مذکورہ بالا گروہوں میں سے بعض کے ساتھ وابستہ ہیں اس لئے بہت سے دیندار مسلمان اس میں کشادہ دلی کے ساتھ شامل ہونے سے پرہیز کرتے ہیں۔ بلاشبہ یہ ایک سچا دینی جذبہ ہے جو نہایت قابل قدر ہے اور راقم الحروف خود ایک مدت دراز تک اسی کشمکش و پیچ میں رہا اور یہی وجہ ہے کہ خاصی تاخیر سے میں نے لیگ کی حمایت میں قلم اٹھایا۔ میں نے اپنی قدرت کی حد تک مسئلہ کی نوعیت پر قرآن و سنت اور فقہ حنفی کی روشنی میں غور و فکر کیا۔ اللہ سے دعائیں کیں اور استخارے کئے بالآخر ایک چیز میرے اطمینان اور شرح صدر کا سبب بنی اور وہ حضرت امام محمد بن الحسن شیبانی رحمۃ اللہ کی ایک تصریح ہے جو ان کی کتاب السیر الکبیر میں موجود ہے اور آپ جانتے ہوں گے کہ فقہ حنفی کا سارا مدار انہیں امام محمدؒ کی تصنیفات پر ہے۔

اس تصریح کے سننے سے قبل میں آپ کو بتلانا چاہتا ہوں کہ جو کثیر التعداد باطل فرقے زبان سے اسلام کا دعوے کرنے والے اور اس کا کلمہ پڑھنے والے ہیں ان میں خارج ہی ایک ایسا فرقہ ہے جس

بھگا دو یکی کسی حدیث میں کسی دوسرے فرقہ کے بارہ میں نہیں آئیں۔ اہل علم جانتے ہیں کہ اس فرقہ کی نسبت کیسے صاف ارشادات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ میں موجود ہیں ان میں سے چند الفاظ یہاں نقل کرتا ہوں۔ ان روایات کے حوالے فتح الباری اور فتح الملہم میں دیکھے جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یمرقون من الدین یمرق السھم من الرمیۃ

وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کا جسم چھید کر صاف نکل جاتا ہے اور فرمایا۔

لئن ادرکتھم لاقتلنھم قتل عاد وفی روایۃ ثمود۔

اگر میں نے ان کو پایا تو عاد و ثمود کی طرح ان کا استیصال کروں گا اور ھم شر الخلق۔ وہ بدترین خلائق ہیں۔ اور ابغض الخلق الی اللہ تعالیٰ وہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض ہیں اور قد کانوا مسلمین فصاروا کفارا۔

پہلے یہ مسلمان تھے پھر کافر ہو گئے۔ اور

ان کو جہاں پاؤ قتل کر دو۔

اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ جو مسلمان کسی ایک گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو

وہ کافر ہے۔ اس کی جان و مال سب حلال ہے۔ خیال کیجئے کہ آج اس عقیدہ کے موافق کتنے آدمی مسلمان باقی رہیں گے۔ علامہ ابن عابد رحمۃ اللہ علیہ ان کے حالات میں کہتے ہیں۔

یستحلون دماء المسلمین و اموالہم ویکفرون الصحابۃ۔

وہ مسلمانوں کے خونوں اور ان کے اموال کو حلال سمجھتے ہیں۔ اور صحابہ (حضرت علیؓ وغیرہ) کو کافر کہتے ہیں۔

اب خیال فرمایئے کہ ایسے فرقہ سے کسی طرح کے تعلقات رکھنا یا ان کی مدد کر کے ان کی شوکت بڑھانا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے۔

ان تمام امور کے باوجود حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ان خوارج کی جنگ مشرکین بت پرستوں اور مجاہدین کے ساتھ ہو جائے تو اہل حق مسلمانوں کو کچھ مضائقہ نہیں کہ ان کفار اور مشرکین کے مقابلہ میں ان کی مدد کریں۔ کیونکہ وہ اس وقت کفر و شرک کے فتنہ کو دفع کرنے اور نقش اسلام کو ظاہر کرنے کے لئے لڑتے ہیں۔ یہی تو کلمہ گو ہیں۔ اور اس وقت مشرکین کے مقابلہ میں اس کلمہ کو بلند کرنا ان کا مقصد ہے۔ خواہ فی الحقیقت وہ خود بھی اس سے ہٹے ہوئے ہوں۔ اس لئے علم کھلا کلمۂ اسلام سے انکار کرنے والوں کے مقابلہ پر ان کا لڑنا محض اسلام کے نام اور

اس کے کلمہ پڑھتا ہے۔ لہذا ان کی مدد کی جا سکتی ہے۔ غور کیجئے کہ خارج کی یہ امداد کیا ان کی تقویت کا سبب نہ بنے گی۔ مگر دیکھنا صرف یہ ہے کہ اس وقت ان کا مقابلہ ان لوگوں سے ہے جو نقش اسلام کے نام سے چڑتے ہیں۔ اور کلمہ سے علانیہ بیزار ہیں۔

اتفاق سے آج ہندوستان میں مسلم لیگ کا مقابلہ یعنی کفار و مشرکین سے ہے اور مسلم لیگ میں شریک ہونے والے کلمہ گو مدعی اسلام ہیں۔ جو مسلمانوں کے قومی استقلال سیاسی، اقتدار، محض کلمہ اسلام کے اعلاء اور ملت اسلامیہ کو من حیث المجموع مضبوط اور سربلند کرنے کے لئے ایک آئینی جنگ ان کفار اور مشرکین کے مقابلہ پر کر رہے ہیں۔ پھر مسلم لیگ میں شامل ہونے والے بے شمار آدمیوں میں ان چند باطل پرستوں کی تعداد اہل حق کی نسبت عشر عشیر بھی نہیں۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ مسلم لیگ اس کا فتوی دے رہی ہے کہ وہ کل آدمی جو لیگ میں شامل ہوں فی الواقع اور عنداللہ بھی مؤمن مسلم ہیں! ۔ اس نے اپنے دستور میں اعلان کر دیا ہے کہ ہماری مراد مسلم کے لفظ سے صرف اس قدر ہے کہ اس میں شریک ہونے والا اسلام کا دعوی رکھتا ہو اور اس کا کلمہ پڑھتا ہو۔ کیونکہ مسلم لیگ

کوئی مستقل کی جماعت نہیں۔ علاوہ کے تمام ہی اپنی جگہ پر قائم رہیں گے۔ صرف غیر لیگ گروں کے مقابلہ میں قدرے ترجیح کیا گیا ہے گو واقعۃً اس قدر ترجیح بھی مستحسن نہ ہو۔ تاہم مسلم لیگ سے کنارہ کشی کے لئے یہ عذر نہیں بن سکتا۔ اب اس کے بعد تمام علماء کا یہ کام ہے کہ وہ سب مل کر لیگ میں آئیں جس طرح پہلے سلک میں آچکے تھے۔ اور مقبولیت اور اکثریت کے زور سے ہر چیز کی اصلاح کریں۔ اور فاسد عناصر سے اس کو پاک کرنے کی متفقہ کوشش عمل میں لائیں۔ نہ یہ کہ مسلم لیگ سے خفا ہو کر دشمن کے کیمپ میں شامل ہو جائیں۔ اگر آج تمام علماء مع اپنے متبعین کے ادھر آجائیں۔ تو سب کا متفقہ مطالبہ یہاں کی ہمسایہ اقوام کو بھی ماننا پڑے گا۔ اور اس طرح تمام ہندوستانی مل کر آپس کے معاہدات کے ماتحت بیرونی طاقت کی غلامی سے تھوڑے وقت میں بآسانی نجات حاصل کرلیں گے۔

ادھر لیگ کے موجودہ رہنما اور قائدین جو غلطیاں علماء اسلام کے نزدیک دین سے بے خبری یا لاپرواہی کی بنا پر کر چکے ہیں یا کر رہے ہیں۔ ان کے تدارک کی بھی واحد صورت یہی ہو سکتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اپنا اثر و رسوخ لیگ میں بڑھائیں یہ نہیں

رکھتا ہوں کہ ماتہ المسلمین اور خصوصیت سے اونچے طبقے کے حضرات کی مخالفت ایسی اصلاحی آواز کی پوری قوت کے ساتھ تائید کرے گی۔

اب میں آخر میں بطور اتمام حجت بمقتضائے الدین، النصیحہ مسلم لیگ کے ممتاز اور ذمہ دار قائدین کو ایک خادم دین کی حیثیت سے نہایت خلوص قلب کے ساتھ ہی مخاطب کرنا چاہتا ہوں۔

ذمہ دار قائدین لیگ سے خطاب:

مسلم قوم کی تنظیم۔ نصب العین کی وحدت بندی مسلمانوں کے قومی و سیاسی استقلال اور ان کی مرکزیت کو مضبوط تر بنانے کے لئے آپ حضرات نے جو خدمات جلیلہ انجام دی ہیں وہ یقیناً لائق تبریک و تحسین ہیں۔

ہر فرد مسلم جسے اس نازک ترین دور میں ملت کی اجتماعی حیثیت کا صحیح احساس ہے۔ آپ کے لئے جذبات امتنان سے قلب میں موجزن پاتا ہے۔ اس کے ساتھ اس نازک موقعہ پر جبکہ راجہ صاحب محمود آباد، نواب اسمٰعیل خاں صاحب صدر مجلس عمل آل انڈیا مسلم لیگ جناب علماء متین سے لیگ کی دستگیری اور حمایت کی پر زور اپیل کر رہے ہیں۔ چند اہم امور کی طرف بروقت آپ کی توجہ منعطف کرانا بھی

ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ علماء کرام کی ایک معتدبہ جماعت نے خصوصاً جمعیتہ علماء اسلام کے اصل مطمح نظر کو تقویت پہنچانے کے لئے جو آواز بلند کی ہے اس کا مقصد نہ آپ کو خوش کرنا ہے اور نہ محض لیگ کے بڑھتے ہوئے اقتدار میں حصہ دار بننے کے لئے اس کے ساتھ اپنے دامن کو وابستہ کر دینا ہے۔ ہمارا مقصد صرف یہ ہے۔ کہ ایک صحیح اصول کی تائید و حمایت تحفظات سے بے نیاز ہو کر مناسب حد تک کی جائے۔ مسلم لیگ کامیاب ہو یا نہ ہو۔ بلکہ فرض کر لیجئے کہ وہ خود کل اس مسلک کو چھوڑ دے جسے اس نے آج اختیار کر رکھا ہے۔ تب بھی انشاء اللہ یہ نہ ہوگا۔ کہ جس چیز کو ہم صحیح سمجھتے ہیں اسے غلط کہنے لگیں۔

حق کہنے والے کو اکیلا رہ جانے سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ احادیث صحیحہ میں ہے کہ بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام قیامت کے دن ایسے آئیں گے۔ جن کا اتباع کرنے والے صرف ایک یا دو آدمی ہوں گے۔ بلکہ بعض وہ ہوں گے جن کے ساتھ ایک آدمی بھی نہ ہوگا۔ کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ معاذ اللہ حق پر نہ تھے۔ بہر حال آپ کو یقین رکھنا چاہئے۔ کہ ہم حق کی محض حق کے لئے حق سمجھ کر تائید کر رہے ہیں۔ جس سے بڑی غرض و غایت یہ ہے کہ اگر مسلم لیگ

تو اللہ سبحانہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے کامیابی عطا فرما دے
اور پاکستان قائم ہو جاوے تو آپ اور مسلم لیگ اپنے حسب وعدہ
مشتہرہ اعلانات کے صدق دل سے پابند رہیں۔

لیگ کے سب سے بڑے قائد مسٹر محمد علی جناح نے دسمبر ۱۹۴۳ء
عید الفطر کے موقع پر بمبئی کے مسلمانوں کو اس طرح مخاطب فرمایا تھا۔

مسلمانو! ہمارا پروگرام قرآن پاک میں موجود ہے۔ ہم مسلمانوں
کو لازم ہے کہ قرآن پاک کو غور سے پڑھیں۔ اور قرآنی پروگرام
کے ہوتے ہوئے مسلم لیگ مسلمانوں کے سامنے کوئی دوسرا پروگرام
پیش نہیں کر سکتی۔

آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کراچی کے موقع پر انہوں نے
ہزارہا مسلمانوں کی موجودگی میں نہایت تاکید سے فرمایا تھا کہ
"قرآن حکیم تمام مسلم قوم کی پشت پناہ، ہمارا رہنما اور قومی کشتی کا
کھیون ہار ہے۔ ہم مسلمانوں پر فرض ہے کہ قرآن پاک کو خوب پڑھیں
اور اس پر عمل کریں اور تعلیمات قرآنی کو سب سے مقدم سمجھیں۔

اسی طرح کی نصیحتیں علیگڑھ، سیالکوٹ، دہلی، لاہور وغیرہ
مختلف مقامات پر کیں۔ پھر ستمبر ۱۹۴۵ء گذشتہ عید کے موقع پر
جو پیغام انہوں نے دیا وہ بہت ہی مفصل و مشرح تھا اس کا ایک جملہ

تھا کہ ہر مسلمان کا فرض اسلامی ہے کہ وہ قرآن پاک کی تلاوت کیا کرے تاکہ احکام الٰہی سے واقفیت ہو۔ اور ان پر عمل کرنے سے دنیوی معاملات میں خیر و برکت اور آخرت میں نجات حاصل ہو۔" ابھی حال ہی میں جناب نوابزادہ لیاقت علی خاں صاحب جنرل سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے بمقام پشاور بموجودگی ارکان عہدہ داران مجلس عمل اعلان فرمایا کہ "پاکستانی علاقوں میں تمام نظام و انتظام حکومت قرآن پاک کے احکام اور اصولوں کے بموجب ہوگا۔"

چنانچہ انہی اعلانات سے متاثر ہو کر جناب ارباب عبدالغفور خان صاحب خلیل مع جملہ خاندان جرگہ ممبر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ مذکورہ بالا اعلانات کی روشنی میں مجھے کہنے دیجئے کہ قرآن حکیم کی ہدایت و احکام پر عمل کرنے کے لئے مجوزہ پاکستان کی ضرورت نہیں۔ بلکہ حق پر چھوڑیئے تو پاکستان کا منشا احکام شرعیہ اور تعلیمات قرآنیہ

؎ جناب ارباب محمد اسمٰعیل خان صاحب ممبر مجلس عمل آل انڈیا مسلم لیگ نے جو اپیل علما سے [illegible] کی ہے۔ اس میں فرماتے ہیں [illegible] لیگ کا نصب العین پاکستان ہے۔ اور پاکستان کی حقیقت یہ ہے کہ وہاں صرف اسلام کی [illegible] ہوگی کہ حکومت قائم ہوگی۔

پر استقامت کے بارے عمل درآمد رکھنے کا ثمرہ ہوگا۔

فرض کیجئے پاکستان ملے یا نہ ملے۔ جلد ملے یا دیر سے ملے قرآنی احکام تو کسی وقت بھی معطل نہیں ہو سکتے۔ تاہم مسلمانوں پر اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ہر وقت احکام اسلامی کی پابندی ضروری ہے۔ خصوصاً ارکان خمسہ (کلمہ شہادت، نماز روزہ، زکوٰۃ، حج) کا التزام اور شراب، سود، زنا، قمار غرض تمام منکرات و فواحش سے اجتناب و احتراز بہر صورت لازم ہے اور ان چیزوں کا لزوم جس قدر عام مسلمین کے حق میں ہے۔ اس سے زیادہ مؤکد علماء اور قائدین کے حق میں سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ ان کے ذاتی اعمال و اطوار کا اثر دوسروں تک پہنچتا ہے۔ اور ان کی صلاح و تقویٰ سے قوم کا مزاج درست ہوتا ہے اور اس طرح پوری قوم حق تعالیٰ شانہ کی نصرت و حمایت کی مستحق ہو جاتی ہے ہر خداوند قدوس کی نصرت اگر حاصل ہو جائے تو تمام مخالف خائب و خاسر ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم و ان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ و علی اللہ فلیتوکل المؤمنون۔ اکبر مرحوم نے خوب کہا ہے ؎

ان کے منصوبے جہاز زندگی مددگار ہو اگر   میری ٹوٹی ہوئی کشتی کا سہارا اسلام

حضرت حق الامت احمد نور جمور نے اکبر مختصر یہ انہیں دو لفظوں پہ سارا اسلام
تمام سے جہاں تک قرآن کریم میں محمد ہو گیا ۔ اجمالی طور پر دو آیتیں
ہماری انفرادی و اجتماعی کامیابیوں کے لئے کافی ہیں ۔ انہیں کی
تفصیلات قرآن کریم کے بہت سے مقامات میں پھیلی ہوئی ہیں ۔
ایک آیت فاتقوا اللہ ما استطعتم واسمعوا واطیعوا وانفقوا خیرا لانفسکم
ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون (التغابن پ۲۸)

دوسری آیت واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل
ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم ... وانتم لا تظلمون (الانفال پ۱۰)

حق تعالیٰ کی شفقت و رحمت کو دیکھئے کہ دونوں جگہ استطاعت
کی شرط کی تصریح فرما دی ہے۔ تاکہ استطاعت کی حد تک تو کوشش
میں بندے کمی نہ کریں اور جو ہماری استطاعت سے باہر ہو اس
سے فکر ان سے بدل اور مایوس نہ ہوں ۔

اگر آپ ٹھنڈے دل سے یکسوئی کی ساعتوں میں غور فرمائیں
گے تو منکشف ہو جائے گا کہ پاکستان حاصل ہونے تک کا یہ درمیانی
زمانہ ہماری محنت و آزمائش کا زمانہ ہے ۔ ہم کو بعد پاکستان کے لئے
قرآنی معاہدہ و تربیت کا ابھی سے درس حاصل کرنا ہے ۔ اور اپنے
نفس کو اس کی خواہشات کے خلاف اُن امور کا خوگر بنانا ہے جو پارہ

دینے پڑیں گے انجام دینے ہوں گے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ قرآن کریم نے تمکین فی الارض یعنی اسلامی حکومت کی کیا غرض و غایت بیان فرمائی ہے۔ یعنی الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ و امروا بالمعروف ونھوا عن المنکر و للہ عاقبۃ الامور۔ اگر اسی سے ہم نے ان چیزوں کی عادت نہ ڈالی تو اس وقت ہمارا نظم کیسے درست ہوگا۔ اگر ہم آج ہر شعبہ زندگی میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کے سامنے کشادہ دلی سے گردن نہ ڈال سکیں گے تو کل کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ ہم دوسروں کو ان فیصلوں کی طرف دعوت دیں گے۔ تو لوگ ہماری دعوت پر لبیک کہیں گے۔ فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ ہم اس وقت غیر اللہ کی غلامی میں رہتے ہوئے جس قدر آزاد ہو جائیں لیکن ہمیں کوئی احتساب اور روک ٹوک نہیں۔ آزادی ملنے کے بعد یہ آزادی نہ رہے گی۔ بلکہ ایک بہت بڑی غلامی، اللہ کی عبودیت کا عملی ثبوت دینا ہوگا۔

کیا آپ حضرات اپنے ایک مخلص بھائی کی استدعا پر توجہ فرمائیں گے۔ خدا کی قسم اگر ہماری قوم کے بڑے آدمیوں نے عملاً قرآنی احکام

کی پابندی بلا تمیز اور بلا کسی جھجک ہیں کے شروع کر دی تو موجودہ تحریک میں بے حد و حساب زور پیدا ہو جائے گا۔ اور رفتہ رفتہ حوالج و موانع اللہ کی مدد سے سب دور ہوتے چلے جائیں گے قرآنی احکام کا لفظ استعمال کرتے وقت یہ واضح رہنا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا اتباع اور آپ کے ارشادات گرامی کا امتثال بھی اسی لفظ کے تحت میں آجاتا ہے بلکہ سلف صالحین کے طور و طریق کا تتبع کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سب سے پہلے ایسی چیز پر نظر اور اس کی تلاش کرتے تھے کہ کسی قسم کے پیش آنے والے معاملہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق کار کیا تھا۔ کیونکہ وہ حضور کے مبین و شارح قرآن ہونے کی حیثیت کو بخوبی سمجھتے تھے۔ پھر یہ چیز بھی محالات عادیہ میں سے ہے کہ کسی معاملہ میں قرآن کا کوئی حکم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح اور تشریع صدیاں گذر جانے پر بھی امت مرحومہ کی سمجھ میں نہ آئے۔ اور مرور دہور کے باوجود امت کے تمام اہل علم اور ائمہ مجتہدین باوجود انتہائی جدوجہد اور غایت شغف احتیاط کے ساتھ اس کی صحیح مراد سے (معاذ اللہ) جاہل رہیں اسی حکم شرعی کے متعلق جس پر عمل پیرا ہونے کی امت کو ہدایت

ہو ایسا خیال کرنا گویا قرآن مبین کو چیستاں بنا دینا ہے۔

بنا بریں علیہ میں تمام ذمہ دار قائدین کو ایک ادنیٰ خادم دین کی حیثیت سے نہایت پرزور طریق پر دعوت دیتا ہوں۔ کہ خود اپنے اعلان کردہ الف لام کے مطابق قرآنی احکام کی سرتاً وعلانیۃً پابندی فرمائیں۔ اور مسلمانوں کو باقاعدہ یہ اطمینان دلاتے رہیں کہ الیکشن میں کامیابی کے بعد دستور سازی کے وقت ہم اپنی امکانی حد تک کوئی ایسا قانون بنائے جانے کی اجازت نہ دیں گے جو ہمارے پرسنل لا اور شرعی معاملات کے بارہ میں علماء اسلام کے طے کردہ فیصلے کے خلاف ہو۔ اور اس طرح غلطیاں نہیں کی جائیں گی۔ جو ماضی میں بعض احکام شرعیہ سے بے خبری یا لاپرواہی کی بنا پر آپ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں اگر خدا نکردہ ایسی غلطیوں کا صدور ہوا تو یہ جز عام مسلمین کے لئے ناقابل برداشت ہوگی۔ اور وہ یہ سمجھیں گے کہ جو مقصد لیگ کی حمایت اور اس کے حق میں ووٹ دینے کا تھا وہ حاصل نہ ہوا۔ بہرحال ہم سب کو اس کی پوری کوشش کرنی چاہئے کہ اس سلسلہ میں ہم عند اللہ و عند الناس ماخوذ نہ ہوں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ ایک بے لوث مخلص کی گذارش پر اسی اسپرٹ میں

نظر کریں گے۔ جس میں وہ پیش کی گئی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ حاکیاً عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادعو الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی۔
خاصہ کلام یہ ایک اور ضروری چیز پر تنبیہ کرتا ہے۔ وہ یہ کہ
آپ پورے جوش، ولولہ اور عزم اور استقلال کے ساتھ مسلم لیگ
کو آگے بڑھانے، ابھارنے، سنوارنے اور نکھارنے میں سرگرم
رہیے۔ اور ساتھ ہی اس کے نام کی لاج رکھیئے۔ دیکھیے مسلم لیگ
ہے۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ المسلم من سلم المسلمون
من لسانہ ویدہ مسلم وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ
رہیں، جو لوگ آپ کے سیاسی افکار کے مخالف ہیں، ان سے
بھی آپ کا معاملہ شرافت، صبر و تحمل اور حسن اخلاق کے ساتھ
ہونا چاہیئے۔ گو دوسری طرف سے کچھ زیادتی اور اشتعال انگیزی
بھی کی جائے۔ بعض مقامات پر جو ناشائستہ برتاؤ مولانا حسین احمد
صاحب مدنی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اگر اس کے متعلق اخبارات کی
روایات صحیح ہیں تو میں اس پر اظہار بیزاری کئے بدون نہیں
رہ سکتا۔ مولانا کی سیاسی رائے خواہ کتنی ہی غلط ہو۔ ان کا علم و
فضل بہر حال مسلّم ہے۔ اور اپنے نصب العین کے لئے ان کی عزیمت
و ہمت اور ان تھک جدوجہد ہم جیسے کاہلوں کے لئے تو بڑی عبرت ہے۔

اگر مولانا کو اب مسعود بیگ کی تائید کی بناء پر میرے ایمان میں خلل
نظر آئے یا میرے اسلام میں شبہ ہو تو مجھے ان کے ایمان اور ان کی
مسلمانی میں کوئی شبہ نہیں۔ کیا کروں علماء نے لکھا ہے کہ مومن
بندہ ایمان میں سرمو فرق نہیں کر سکتا۔ ہاں اپنی سیاہ کاریوں سے
جب نظر اپنے کو مومن کہتے ہوئے ذرا شرم سی آتی ہے۔ البتہ دردِ دل
سے اتنا عرض کرنے کی ضرور جسارت کروں گا۔

گو دعویٰ تقویٰ نہیں درگاہِ خدا میں
بت جس سے ہوں خوش ایسا گنہگار نہیں ہوں

اب میں آپ حضرات کی عزت افزائی اور مہمان نوازی کے شکریہ
و دعا پر اپنا معروضہ ختم کرتا ہوں۔

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلاً وارزقنا
اجتنابہ۔ سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین
والحمد للہ رب العالمین۔

العبد شبیر احمد عثمانی۔ دیوبندی۔ ۳۰ دسمبر ۱۹۳۵ء

پیشکش :۔ محمد احمد ترازی

اہرام

ہندوستان کے مایۂ ناز ترقی پسند فن کار چودھری ابوالفضل صدیقی بدایونی کے سات جدید افسانوی ادب کے شاہکار جن کے افسانے زندگی کی تعبیریں ہیں اور تنقید بھی۔

ہندوستان کے موجودہ دور کے پر از نشیب و فراز زندگی کے مختلف اور متضاد مدارج کی دلچسپ تشریح۔ مغربی ہونا کہ تعلیم کی تکمیل کے بعد خوشی وحشی مجبوروں کا ہار سمجھ کر طوق غلامی پہننے والوں کی تحریکات کا عبرت خیز انجام سطح زندگی سے ذرا ابھرتے ہوئے ہندوستانی متوسط طبقے کی بیکار پُر تعیش زندگی کے مشاغل کی زندہ تصویر۔ روایاتی امارت کی افلاس کے جوہر حقوق پر حسرت خیز حملہ و دستی۔

افلاس زدہ ہندوستان میں خالص سکے کا کاروبار کرنے والے "نئی میلاکوں" کے شکنجے میں پھنسے ہوئے مزید شدت کا رد عمل۔

صنف نازک کی متفاوت خاموشی کے درد میں اور موثر نتائج محبت کی حیات تازہ سرشت کا عجیب و غریب مظاہرہ

اصلاحی مزاح نگاری کے شستہ ترین نمونے طنز نگاری کے مصلح نشتر دل کی میٹھی خلش۔ قیمت تین روپے۔

ملنے کا پتہ — ہاشمی بکڈپو سرہانوال بازار لاہور

ناگ رانی

ڈاکٹر ایم۔ ڈی۔ تاثیر۔ ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔

سراج الدین احمد نظامی

محبت کے افسانے ہر زبان میں ہوتے ہیں۔ لیکن ہندوستان کی سہانی راتوں میں جہاں اجلی اجلی چاندنی کی ٹھنڈی ٹھنڈی روشنی ہر چیز کو اپنے رنگ میں رنگ دیتی ہے۔ عشق کا سپنا میٹھا ہوا کرتا ہے۔

ناگ رانی } پریم کے سپنے کی کہانی ہے۔ یوں سمجھئے کہ ہندوستانی الف لیلےٰ ہے۔ فرق یہ ہے کہ عربی الف لیلےٰ کے مقابلے میں اس کی باتیں زیادہ نازک۔ اس کے بول زیادہ میٹھے اس کی فضا زیادہ دل فریب اور اس کا انداز تحریر زیادہ رومانی ہے وہ لوچ، وہ ترنم، وہ مٹھاس کہ آپ پڑھیں اور سوچیں کہ اردو میں اس طرح بھی لکھا جا سکتا ہے!

کتابت طباعت اعلیٰ، نہایت دلکش سرورق۔ قیمت دو روپے

ملنے کا پتہ:۔ ہاشمی بکڈپو بازار سریانوالہ۔ لاہور۔

خطباتِ مرشد

امام العلماء حضرت مولانا غلام مرشد صاحب دامت برکاتہم
خطیب جامعہ عالمگیری لاہور نے کل ہند جمعیت علمائے اسلام
کانفرنس کلکتہ اور صوبہ پنجاب جمعیت علمائے اسلام کانفرنس لاہور
میں جو بصیرت افروز خطبات ارشاد فرمائے۔ یہ خطبات بیش
علمی ادبی اور تاریخی جواہر ریزوں کا مرقع ہیں۔ اور پاکستان کی
ایک نہایت واضح اور بہترین تشریح ہے۔ ہدیہ ۱۲

ملنے کا پتہ

ہاشمی بک ڈپو۔ بازار سریانوالہ۔ لاہور

مہدی

وہ طرفہ داستان اور سرزمین مصر کا زبردست تاریخی ناول جو جنگی پاشا کے جلدو کے
سلطنت اسلامیہ کی شوکت و عظمت اور مصر والوں کی جنگ آزادی کی پرجوش داستان ہے
مصر کے سیاسی مطلع پر مہدی کا ظہور۔ مجاہدین اسلام کا شاندار
جہاد۔ جنگی کونسل کے حکم سے جامع ازہر یونیورسٹی کا بند کیا جانا۔
قاہرہ میں گشت و خون۔ مہدی کی بصیرت افروز اور حقیقت سے بھری پرجوش میں
والی تقریریں۔ ایک انگلستانی دوشیزہ کا ترکی عورت کے بھیس میں مہدی کی
شادی کر کے انگریزی حکام سے مہدی اور مجاہدین کے خلاف سازباز۔
جنگی واقعات کے ساتھ ساتھ حسن کی شوخیوں اور عشق کی گرمیوں
ایک نہایت دلگداز اور جانسوز افسانہ۔

چالیس ہزار مجاہدین اسلام کی قاہرہ کی طرف روانگی۔ مجاہدین کا
فداکارانہ ایثار۔ حق و صداقت کا بول بالا۔

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

قیمت۔ پانچ روپے آٹھ آنے

ملنے کا پتہ۔ ہاشمی بکڈپو۔ بازار سریانوالہ۔ لاہور

زیتون کا باغ اور دیگر افسانے

نیاز حق۔ بی۔ اے

گزشتہ دور اور حاضرہ دور کے بہترین اور دلپسند افسانوں کا انتخاب
جن کے مطالعہ سے آپ رومانوی دنیا کی کیفیتوں میں کھو جائیں گے۔
ایک دلپسند نکہت جو آپ کے دل و دماغ پر رومان کی رعنائیاں مسلط کر دیگی
ایک دلسوز نغمہ جو آپ کو آہوں کی سحر آلود سرزمین میں گم کر دے گا۔

افسانے

جنہیں آپ اردو کے تمام مطبوعہ افسانوں سے مختلف پائیں گے
جنہیں آپ بار بار پڑھیں گے۔ اور ہر مرتبہ نیا محسوس کرینگے۔
جو پڑھ کر یاد رکھیے اور یاد رکھ کر پھر پڑھے جائیں گے۔
رنگین سرورق، کتابت طباعت دیدہ زیب قیمت ایک روپیہ بارہ آنے

ملنے کا پتہ

ہاشمی بک ڈپو بازار سریانوالہ۔ لاہور